Maarif

Article on

Hazrat
Shah Muhammad Ghawth
Gwaliori

PROF. M. MASOOD AHMED SAHAB

Page no 405-424

Dec 1962

جلد ۹۰ ماہ رجب المرجب ۱۳۸۲ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء عدد ۶

مضامین

مقالات

شاہ محمد غوث گوالیاریؒ

از

جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب حیدرآباد (مغربی پاکستان)

(۵)

شخصیت کی عظمت کا اندازہ اس کے وابستگان سے بھی ہوتا ہے، اس حیثیت سے شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی (م۔ ۹۹۸ھ) کی ارادت وعقیدت ہی شاہ محمد غوثؒ کے علو مرتبت پر دال ہے۔ ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے:۔

"و میاں شیخ وجیہ الدین عالم ربانی، متبحر درس، غاشیۂ اطاعت او بر دوش کشیدہ و این جملہ دال بر کمالات و کرامات شیخ است"[1]۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

"و بسیار از مشائخ نامی بزرگ دیگر در ملک دہلی و گجرات و بنگالہ از عطف دامن او بر خاستہ، و آثار کمال او ہنوز در ہند باقی ماندہ"[2]۔

زمانۂ ریاضت ہی سے شاہ محمد غوثؒ نے بیعت و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، شاہ

---

[1] عبد القادر بدایونی = منتخب التواریخ، ج ۳ ص ۴ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۹ء [2] ایضاً ص ۶

فضل اللہ شطاری لکھتے ہیں :-

"اور اس ریاضت کے زمانے میں اکثر خلفاء و مرید، طالب و خادم، نعمت سے مستفید و بہرہ مند ہوئے، مثلاً شیخ جمال، محبوب اللہ، و خواجہ معین الدین خرابائی، و شیخ ناصر قتال، و شیخ نور طبقاتی شیخ نعمت اللہ صوفی و شیخ قاضی شطاری، و شیخ احمد دانا، شیخ احمد سیاہ، خواجہ عالم حاجی، و شیخ جلال عبدالقاہر، و شیخ فرید سوختہ، و شیخ مبارک مجذوب، و شیخ ماہ عاشق و شیخ عطاء اللہ گنج نشین، و شیخ داؤد موحد، و شیخ حسن صاحب دعوت، اور ان کے علاوہ بے شمار مرید ہوئے، جن کی تعداد حد سے زیادہ ہے، جس کا پایان وحساب نہیں[1]،

جب شاہ محمد غوثؒ گوالیار میں مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے تو یہاں بھی بے شمار حضرات مستفیض ہوئے، چنانچہ شاہ فضل اللہ شطاری لکھتے ہیں :-

"نیز اکثر خلفاء و خدا، صاحب نعمت ذمستعد دولت اس جگہ سے بہرہ مند ہوئے ہیں، چنانچہ شیخ سیف الدین سیف اللہ، شیخ ارزانی غوث شاہ یداللہ و شیخ جیا اہل اللہ، و شیخ ابوالخیر خراسانی و سید فتوح اورا النہری، و شیخ ناظر فیاض و شیخ تاج الدین و عزت نارنولی و سید مبارک صوفی و سید احمد عاشق و شیخ سعد اللہ اور ان کے مثل بسیار خلق عالم صورت سے عالم معنی کو پہنچ ہے اور فائدہ پایا ہے۔ ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا کہ اس راہ میں قدم رکھا ہو اور کوئی دم سوائے حق کے رہا ہو، بیشک جو کوئی غوث کے سایۂ عنایت میں آگیا اس کا منشائ کسی شے میں نہ رہا، اس کا استغاثہ اس کی استعانت میں تھا۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم[2]"

راقم کے پاس ایک قدیم مخطوطہ ہے، اس میں شاہ محمد غوث گوالیاری کے ایک سو سے زیادہ اجلہ مریدین کے اسماء گرامی لکھے ہیں، جن کو بخوف طوالت نقل نہیں کیا جاتا ہے،

---

[1] فضل اللہ شطاری: مناقب غوثیہ (اردو) ص ۲۳ مطبوعہ آگرہ ۱۳۳۳ھ [2] ایضاً ۳۳

صاحب تاریخ الاولیاء سید امام الدین احمد نے بھی شاہ محمد غوث کے چند ممتاز خلفاء کا ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"دکن و گجرات میں آپ کے تشریف لانے سے بڑے بڑے علماء نے فیض پایا ہے، چنانچہ آج تک دکن و خاندیس آپ کے فیض سے مملو ہے، خلفاء آپ کے بہت ہیں، چنانچہ شیخ لشکر محمد عارف باللہ برہان پوری، شیخ وجیہ الدین گجراتی، شیخ صدر الدین ذاکر، شیخ ولی محمد، شیخ دود اللہ شطاری شیخ میاں ابراہیم سرہندی، میاں تان سین، سید کالے شطاری، شاہ منجھن، شیخ ماکھو وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔"[1]

ہم مثال کے طور پر صرف چند خلفاء کے حالات تحریر کرتے ہیں :-

شیخ وجیہ الدین احمد علوی مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے شیخ وجیہ الدین کے حالات زندگی کے اجمالی حالات یہ لکھے ہیں :-

ولادت او در محرم ۹۱۱ھ احدی عشر و تسعمأۃ واقع شد، مولد او چانپانیر است وہماں جا نشو و نما یافت و در بلدۂ گجرات فنون متعارفہ از لا عماد طاری کسب نمود و در سلک ارادت بہ خدمت شیخ قاضن قدس سرہٗ بجا آورد و چوں محمد غوث گوالیاری قدس سرہٗ بہ احمد آباد تشریف فرمود، شیخ وجیہ الدین در جمال ہمایوں محویتے بہم رسانید و در سایۂ تربیت شیخ کار تمام کرد۔"[2]

مولانا محمد غوثی لکھتے ہیں :-

"آپ شیخ نصر اللہ کے بیٹے تھے، مولد اور مرقد، دونوں احمد آباد (گجرات) میں ہیں، آپ دونوں جہان کے قطب، دونوں جہان کے حقائق کے مرکز، حصولی اور حضوری علم کے مالک، اکتسابی اور وہبی علم کے خداوند، کتابی منقوش اشیاء کے رموز داں،

---

[1] امام الدین احمد: تاریخ الاولیاء، ص ۴۲-۴۳ مطبوعہ بمبئی [2] غلام علی آزاد بلگرامی: مآثر الکرام ص ۱۹۶

اور اسرار لوح محفوظ کے رازدار تھے، کہتے ہیں کہ آپ نے علمی صورت سے نکل کر ہجری ۹۰۲ھ (نوسو دو) میں عنصری پیکر کے وطن کو اپنی ولادت کے جلوے سے منور فرمایا اور ولادت کے بعد پانچویں سال کے آغاز سے اخیر تینتیس ۳۳ سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل میں مشغول رہے، یہاں تک کہ ساٹھ علم سے زیادہ ہی زیادہ آپ کو حاصل ہوگئے، جب مجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخری سفر ہوا تو تاریخ انتیسویں ۲۹ صفر تھی اور ہجری ۹۹۷ھ نوسو ستانوے تھا، اس وقت تک آپ تمام علوم کے درس دینے میں مشغول رہے، اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بخششیں آپ کے اوقات عزیز کے شامل حال رہیں، اس باسٹھ سال کی مدت میں آپ کے فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگوں نے آپ کی شاگردی سے خلعت استادی پایا اور بلند ہمت صوفیوں نے آپ کی دلنشین تلقین سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔"[1]

ملا عبد الباقی نہاوندی بھی شیخ وجیہ الدینؒ سے فیض یاب تھے، مآثر رحیمی شیخ موصوف کی حیات میں تالیف کی تھی، اس میں لکھتے ہیں:-

"میاں وجیہ الدین فاضلے دانشمند و عاقلے خردمند است و شاگرد بیواسطہ عماد طارمی بود کہ از جملہ شاگرداں و تلامذہ علامۂ زماں و وحید دوراں مولانا جلال الدین دوانی است کہ از غایت شہرت احتیاج بتعریف و توصیف ندارد، واکثر از علمایان متبحر ہندوستان شاگردیان مولی الیہ اند۔ و بجامعیت او درمیان فضلائے ایں عصر کسے بہم نمی رسد، و در مجاہدہ نفس و ترک لذات دنیاوی نیز سعی بکمال کردہ، تزکیہ نفسے فی الجملہ او را بہم رسیدہ بود۔ و احوال خیر مآل میاں مذکور از غایت شہرت و نہایت عالمگیری از

---

[1] محمد غوثی: گلزار ابرار (اردو) ص ۴۰۵ مطبوعہ ۱۳۲۶ھ

تفصیل آں بانڈو وارد۔"[1]

ملا عبد القادر بدایونی بھی شیخ وجیہ الدین کے زمانے میں موجود تھے، شیخ موصوف کے انتقال کے بعد، ان کے حالات یوں لکھتے ہیں :-

"...... یہ علوی نسب سے تعلق رکھتے تھے لیکن اپنے نسب کو انھوں نے مسافر ہونے کی وجہ سے شہرت نہ دی، اپنے زمانے کے بڑے عابد و متقی عالم تھے، شریعت کی نہایت پابندی کرتے تھے، گوشہ نشینی ان کا شعار تھا، ہمیشہ دینی علوم کے درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے، تمام عقلی اور نقلی علوم پر قدرت و عبور حاصل تھا، چنانچہ "صرف ہوائی" سے لیکر "قانون" "شفا" "شرح مفتاح" اور "عضدی" جیسی کتابوں سے شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہوگی جس پر انھوں نے شرح یا حاشیہ نہ لکھا ہو، ایک مخلوق ان کے علمی افادہ سے فیض اٹھاتی رہی۔"[2]

آگے چل کر لکھتے ہیں :-

"ارادت کا تعلق تو کسی اور سے تھا لیکن شیخ محمد غوثؒ سے تربیت وارشاد حاصل کیا تھا، اور آداب طریقت میں ان کے پیرو تھے۔ انہی کے پاس سلوک کی تکمیل کی تھی، صوفیانہ مشرب سے بڑا ذوق اور مناسبت تھی۔"[3]

"واقعہ تکفیر" کے ذیل میں شیخ محمد غوثؒ سے شیخ وجیہ الدینؒ کے سبب ارادت و عقیدت کا تفصیلی جائزہ لیا جا چکا ہے۔ متعلقہ قسط کی طرف رجوع کریں۔

مولانا عالم گل بہاریؒ کے تذکرے کے حوالے سے مولانا محمد غوثیؒ نے شیخ وجیہ الدین کا یہ واقعہ نقل کیا ہے، جو ۹۶۳ھ میں پیش آیا تھا۔

---

[1] عبدالباقی نہاوندی: مآثر رحیمی ص ۱۸-۱۷ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۲۴ء [2] و [3] عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (اردو) صفحہ ۵۸۳

شیخ وجیہ الدین نے مولانا عالم گل بہاری سے فرمایا :- جن مقدمات پر الٰہی حقایق کا دریافت اور کشف موقوف ہے، ان مقدمات کی تحصیل کا شوق میرے دل میں بھی اس وقت پیدا ہوا تھا کہ جب درس و تدریس میں مشغول تھا، ناگاہ ایزدی مشیت جس کی ہر ایک مقدرشے میں سو سو نکتے اور نیرنگیاں ہیں، حضرت غوث الرحمٰن کو گوالیار سے گجرات کی طرف کھینچ لائی، بصورت مجھکو حضرت غوث الرحمٰن کی شرف پابوسی سے مشرف ہونے کا باعث ہوئی اور بہت تھوڑے عرصہ میں ممدوح کی کیمیائی پرورش کے ذریعہ میرا اسلام تانبے کی طرح کندن سونا بن گیا، رسمی عقائد کی قید سے نکل کر حقیقی ایمان کی بہشت میں چہل قدمی کرنا نصیب ہوا، اور چند روز بعد خلافت مطلق کا خلعت پاکر سرفراز ہو گیا، اور پالیا جو کچھ پاس نہ تھا اور جو کچھ پاس تھا پھر وہ نہ ملا - بیت

انچہ حق بہر بندگان آراست
آرزو آں خیال نماند خواست[1]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی لکھا ہے :-

انتساب واعتقاد وے در تصوف بہ شیخ محمد غوث بود اگرچہ مرید جائے دیگر بود -[2]"

اور اس "انتساب" اور "اعتقاد" پر شیخ وجیہ الدین کو ناز تھا۔ ملفوظات میں لکھا ہے :-

"می فرمود کہ قبل از ملاقات شیخ، ہیچ خبر از خدا نداشتم، مرا کہ بہ خدا رسانید شیخ محمد غوث بود رضی اللہ عنہ -[3]

مولانا عبدالحق مرحوم نے مقصود المراد کے حوالے سے لکھا ہے :-

---

[1] محمد غوثی : گلزار ابرار (اردو) ص ۲۹۴ مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۲۶ھ [2] شیخ عبدالحق محدث : اخبار الاخیار ص ۱۶۴ مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ھ

[3] ملفوظات شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی، فارسی قلمی (قبل ۱۰۹۸ھ) اسلامیہ کالج لائبریری، پشاور۔

"مقصود المراد (ملفوظات سید ہاشم علوی) میں خود شاہ ہاشم (شیخ وجیہ الدین کے بھتیجے) کی زبانی یہ لکھا ہے کہ شاہ وجیہ الدین کی تربیت حضرت شاہ محمد غوث نے فرمائی، اور علم حقایق سکھایا اور باوجودیکہ انھوں نے بائیس سال کی عمر میں ایک سو بیس علم تحصیل کیے لیکن خود شاہ صاحب (شاہ وجیہ الدین) فرماتے تھے کہ اگر میں شیخ سے ملاقات نہ کرتا تو میں مسلمان نہ ہوتا، اور پھر فرمایا کہ جو معرفت اللہ تمام عمر میں حاصل نہ ہوئی تھی وہ ایک شب میں حاصل ہوگئی۔"[1]

شیخ وجیہ الدین کے ملفوظات میں لکھا ہے:-

"دیگر فرمودند" وقتے بہ خواب دیدم پیر دستگیر شاہ قاضن را کہ زیر درخت آسودہ اند فقیر نیز آں جا حاضر شدم۔" فرمودند کہ کیستی؟" گفتم" فلاں کس مرید شما" فرمودند کہ" شما را بایں درجہ کہ رسانید؟" گفتم کہ" شیخ محمد غوث" فرمودند" بلے شیخ محمد غوث ایں چنیں مرد نیست۔"[2] (ملفوظات۔ قلمی (پشاور))

اس واقعہ سے شیخ محمد غوث کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا ہے:-

ولبس الخرقة من الشیخ قاضن	جب شیخ محمد غوث گوالیاری حجتہ اللہ جواہر خمسہ
قدس سرہ ولما ورد الشیخ	گجرات میں وارد ہوئے تو شیخ وجیہ الدین
محمد غوث الکوالیاری صاحب	ان کے جمال میں گم ہوگئے اور ان ہی
الجواهر الخمسه بگجرات تلاشی	کے زیر سایہ طریقت کی انتہا تک پہنچے
الشیخ وجیہ الدین فی جماله	طلبہ ان کے افادات عالیہ سے مستفید
وسلک الی منتهی الطریقه	ہوئے اور مشرق و مغرب کو اپنی

[1] ڈاکٹر عبد الحق مرحوم: "اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام" ص ۳۵ مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۵۳ء

فی ظلالہ ومتع الطلبۃ بجلائل برکتوں کے نور سے معمور کر دیا۔
الافادات۔ وملاتشرق العالم
وغربہ من لوامع البرکات[1]

شیخ وجیہ الدین کو خرقۂ خلافت شیخ قاضن سے تو ملا ہی تھا، شیخ محمد غوث گوالیاری نے بھی خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور ان کا شمار آپ کے اجلۂ خلفا میں ہے۔ شیخ وجیہ الدینؒ کے ملفوظات کا ایک قلمی نسخہ جو مولانا راشد برہانپوری کی ملکیت میں ہے، اس کے ترقیمے کی عبارت سے شیخ موصوف کی خلافت کی توضیح ہو جاتی ہے، لکھتے ہیں :-

تمت ھذا الملفوظات شاہ وجیہ الدین الحق والدین الخلیفۃ الکامل المکمل للشیخ محمد غوث قدس اللہ برھما وافاض علینا فیضھما۔ آمین آمین۔ آمین! (بحوالہ علمی نقوش مولفہ ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان مطبوعہ کراچی ۱۹۵۵ء)

جہانگیر نے بھی لکھا ہے :-

شیخ وجیہ الدین، شیخ محمد غوث کے ایسے بلند مرتبہ خلیفہ تھے جن پر خود مرشد کو فخر ہوتا ہے۔"[2]

آئین اکبری میں ابو الفضل نے بھی شیخ وجیہ الدینؒ کا ذکر کیا ہے۔

تصانیف | جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے، شیخ وجیہ الدین متبحر عالم اور کثیر التصانیف بزرگ تھے، کتابوں کے بے شمار شرح و حواشی لکھے ہیں، ڈاکٹر زبیر احمد نے مندرجہ ذیل تصانیف کے نام لکھے ہیں :-

(۱) حاشیہ علی تفسیر البیضاوی (۲) شرح نخبۃ الفکر (۳) حاشیہ علی شرح الوقایہ۔
(۴) حاشیہ علی التلویح (۵) حاشیہ علی اصول البزدوی (۶) التحقیقۃ المحمدیہ۔

---

[1] غلام آزاد بلگرامی: سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان ص ۴۵ (۱۳۰۳ھ) [2] نور الدین جہانگیر: تزک جہانگیری مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء ص ۴۵۰

(۷) حاشیہ علی الشرح العضدی علی المختصر لابن حاجب (۸) الحاشیہ علی التجرید (۹) الحاشیہ علی شرح العقائد للتفتازانی (۱۰) الحاشیہ علی الحاشیۃ القدیمہ (۱۱) حاشیہ علی شرح الچغمینی (۱۲) حاشیہ علی شرح الجامی (۱۳) شرح ارشاد النحو (۱۴) حاشیہ علی المطول (۱۵) حاشیہ علی مختصر المعانی۔[1]

مولانا محمد غوثی نے بھی مندرجہ ذیل حواشی و شرح کا ذکر کیا ہے:-

(۱) حاشیہ فوائد ضیائیہ (۲) شرح ارشاد قاضی (۳) شرح ابیات منہل دمامینی، (۴) حاشیہ شرح تجرید (۵) حاشیہ قطبی (۶) شرح شمسیہ (۷) حاشیہ شرح کلمۃ العین، (۸) شرح جام جہاں نما (۹) شرح کلید مخازن من تصنیف غوث الاولیاء، وغیرہ وغیرہ۔[2]

وفات مولانا محمد غوثی نے لکھا ہے کہ شیخ وجیہ الدینؒ نے ۲۹ صفر ۹۹۸ھ میں احمد آباد (گجرات) میں وفات پائی[3]۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے سنہ وفات ۹۹۸ھ لکھا ہے[4]۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے بھی ۲۹ صفر ۹۹۸ھ لکھا ہے[5]، اور یہی سنہ ڈاکٹر عبدالحق مرحوم[6] اور حکیم شمس اللہ قادری[7] نے بھی تحریر کیا ہے، مگر موخرالذکر نے تاریخ ۱۹ صفر لکھی ہے، ملا عبدالقادر بدایونی نے وجیہ الدین[8] سے سنہ وفات نکالا ہے، اور مولانا رحمان علی نے جنت الفردوس نزلا[9] سے، مگر ان دونوں مادوں سے سنہ وفات نہیں نکلتا، غالباً مترجمین سے کہیں سہو ہوگیا ہے،

شیخ لشکر محمد عارفؒ آپ کا شمار بھی شیخ محمد غوثؒ کے اجلہ خلفاء میں ہے، آپ ملک راجن ابن ملک پیران ابن ملک رکن قریشی کے فرزند رشید تھے، مضافات گجرات میں قصبہ ملاسہ میں دسویں صدی ہجری کے آغاز میں پیدا ہوئے، والدؒ نے تیرہ روز بعد اور والدہ نے چھ برس بعد وصال فرمایا، پرورش دادا نے کی،

۱؎ ڈاکٹر زبید احمد: کنٹری بیوشن آف انڈیا ٹو عربک لٹریچر، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۴۵ء ص ۴۰۹ ۲؎ محمد غوثی: گلزار ابرار (اردو) ص ۵۰۴ ۳؎ ایضاً ص ۵۰۴ ۴؎ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (اردو) ج ۳ ص ۵۰۵ ۵؎ غلام علی آزاد بلگرامی: سبحۃ المرجان ص ۵۳ ۶؎ عبدالحق: اردو کی نشو و نما الخ ص ۳۰ ۷؎ شمس اللہ قادری: اردوئے قدیم مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۲۵ء ص ۴۲ ۸؎ منتخب التواریخ (اردو) ج ۳ ص ۵۰۵ ۹؎ مولانا رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی، ص ۵۴۰ (اردو)

اور ابتداء سن شعور میں قاضی محمود بیرپوری کے دامن سے وابستہ ہو گئے،

سولہ برس کی عمر میں رہنمائے حقیقی کی تلاش میں نکل پڑے، طلب صادق تھی، اس لیے بحرالمعارف شیخ قطب جہانیاں ذاکر نہروالہ کی خدمت میں رسائی ہو گئی، شیخ موصوف نے دو سال تک روحانی تربیت کی،

۹۵۱ھ میں احمد آباد (گجرات) میں شیخ محمد غوث گوالیاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دامن طریقت سے وابستہ ہو گئے، جب شیخ موصوف نے گوالیار کی طرف مراجعت کی تو آپ نے ہمراہ چلنے کا ارادہ ظاہر کیا، مگر شیخ محمد غوث گوالیاریؒ نے فرمایا:-

"عارف! ہم تم کو اپنی جگہ طالبان معرفت کی ہدایت کے واسطے اس صوبے میں چھوڑتے ہیں"، چنانچہ بتعمیل حکم مرشد کم و بیش تیس سال تک احمد آباد میں رہنے کی توفیق ہوئی، آخر ہجری ۹۸۲ھ میں برہان پور (خاندیس) کی طرف ارادہ کرکے روانہ ہو گئے[1]"

۹۹۳ھ تک رشد و ہدایت میں مصروف رہے، اور ۲ر شوال سنہ مذکور میں رحلت فرمائی، آپ کے نام ہی سے آپ کا سنہ وفات (۹۹۳ھ) نکلتا ہے،

لشکر محمد عارف کی ایک صاحبزادی بڑی فاضلہ تھیں، درس دیا کرتی تھیں، عبدالرحیم خان خاناں اور اس کے بیٹے داراب خاں نے لشکر محمد عارف کے جلیل القدر خلیفہ شیخ عیسی جند اللہ سے درخواست کی کہ ہم بوبو راستی علیہا الرحمہ (دختر مذکور) کے درس سے مستفید ہونا چاہتے ہیں، چنانچہ آپ نے قبول فرمایا اور بہلیوں پر سوار ہو کر مع خانخاناں وغیرہ راستی بورہ پہنچے، حضرت موصوفہ لمعات و نزہتہ الارواح اور اسی پایہ کی اعلیٰ کتب تصوف بطرز شگفتہ و دلنشین پڑھانے میں شہرت رکھتی تھیں، درس جاری تھا، یہ لوگ کافی عرصہ تک اس روز

---

[1] محمد غوثی، گلزار ابرار (اردو) ص ۳۶۱-۳۶۲

کے درس سے مستفید ہوئے، واپسی میں مسیح الاولیاء (شیخ عیسیٰ) داراب خاں کی سواری کے رتھ پر اپنی خانقاہ میں تشریف لائے۔[۱]

مسیح الاولیاء، شیخ عیسیٰ جند اللہ ابن شیخ قاسم سندھی قدس سرہ العزیز (م۔ ۱۰۳۱ھ) شیخ لشکر محمد عارف کے اجلہ خلفاء میں سے تھے، آپ کے اسلاف کا وطن قصبہ پاتری (سندھ) تھا، ہمایوں کی لشکر کشی سے جب سندھ میں اختلال و بدنظمی پیدا ہوئی تو آپ کے والد ماجد شیخ قاسم اور عم محترم شیخ طاہر محدث ۹۵۰ھ میں ترک وطن کرکے احمد آباد تشریف لے گئے[۲]، بقول اعجاز الحق قدوسی:-

شیخ قاسم اور ان کے بڑے بھائی شیخ طاہر محمد شاہ اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کرکے پہلے احمد آباد تشریف لائے اور انھوں نے اسی زمانے میں حضرت محمد غوث گوالیاری سے بیعت ہو کر چودہ خانوادوں میں خلافت حاصل کی، پھر آپ اپنے مرشد کی اجازت سے اپنے خاندان کے ساتھ برار تشریف لائے۔[۳]

شیخ عیسیٰ جند اللہ کی ولادت ایلچپور (برار) میں ۵ ذی الحجہ ۹۶۲ھ میں ہوئی[۴]، سقوط سلطنت برار کے بعد شیخ طاہر محدث مع شیخ عیسیٰؒ برہانپور تشریف لائے، والی خاندیس شاہ فاروقی نے محلات اور نقد و جنس پیش کی، سندھی مہاجرین بھی آپ کے قریب ہی آباد ہوگئے، یہ آبادی آج تک سندھی پورہ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ عیسیٰ جند اللہ، شیخ یوسف بنگالی اور شیخ طاہر محدث سے علوم عقلیہ اور نقلیہ میں فارغ ہو کر عم محترم کے مشورہ پر خدا طلبی کی راہ میں جادہ پیما ہوئے، غالباً ۹۸۲ھ میں گوالیار تشریف لائے اور حضرت شیخ محمد غوثؒ کے روضہ پر حاضر ہو کر روحانی لذتیں حاصل کیں[۵]، گوالیار سے اکبر آباد آئے، پھر یہاں سے حکیم عثمان بونکانی کے حلقہ درس سے مستفید ہونے کے لیے برہانپور تشریف لے گئے، مگر آتش شوق اس حلقہ درس میں بھی نہ بجھی ـــ ان ہی دنوں بازار میں شیخ لشکر محمد عارف کی نگاہ ان پر پڑ گئی، آپ نے شیخ عیسیٰ سے فرمایا "تم تو ہمارے ہو، ہمارے پاس کیوں نہیں آتے"[۶]

۱؎ مطیع اللہ راشد برہانپوری: تذکرہ اولیائے سندھ مطبوعہ کراچی ۱۹۵۶ء ص ۱۰۵ ۲؎ شیخ محمد اسمٰعیل فرحی: کشف الحقائق (قلمی) بحوالہ راشد برہانپوری ص ۱۰۳ ۳؎ عیسیٰ جند اللہ: عین المعانی (قلمی) ۴؎ اعجاز الحق قدوسی: تذکرہ صوفیائے سندھ مطبوعہ کراچی ۱۹۵۹ء ص ۱۵۶ ۵؎ تذکرہ اولیاء سندھ، ص ۱۰۴ ۶؎ ایضاً ص ۱۰۵

اس ارشاد پر شیخ عیسیٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک دو صحبتوں میں تزکیہ نفس حاصل کیا، اور خود مسیح القلوب بن گئے، محمد قاسم فرشتہ فرط ارادت سے لکھتا ہے:-

دو عیسیٰ است فرخندہ در نسل آدم یکے ابن قاسم، یکے ابن مریم

شیخ محمد عیسیٰ کو تعلیم سے بڑا شغف تھا، چنانچہ ملا اسمٰعیل سے قرآن مجید پڑھا، شیخ طاہر محدث سے فقہ و حدیث میں تکمیل کی، شیخ مبارک سندھی سے اصول فقہ و علم کلام میں سند فضیلت حاصل کی، شیخ عثمان بولکانی سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال حاصل کیا، شیخ فتح اللہ شیرازی سے ریاضی و عروض سیکھا، شیخ ابراہیم فارسی سے تجوید و قرأت سیکھی اور شیخ لشکر محمد عارف سے علم لدنی میں کمال حاصل کیا، اس کے باوجود ہمیشہ کرامات سے گریز فرماتے تھے، اور اپنے شیخ طریقت سے لشکر محمد عارف کے بارے میں فرماتے:-

"جو لوگ حضرت شیخ لشکر عارف باللہ کی مجلس میں اولیاء اللہ کی کرامتوں کا ذکر کرتے تو آپ پسند نہ کرتے تھے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ مقربان خدا کی اس فضیلت کو باور نہیں فرماتے؟ فرمایا: اولیاء کی کرامت کا کیوں منکر ہونے لگا لیکن لوگ کرامت ہی کو اولیاء اللہ کا کمال سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے اور یہی مجھے پسند نہیں، کیونکہ کرامت تو ان کے روحانی قرب و فضیلت کے مقابلے میں ادنیٰ ترین درجہ ہے پھر ادنیٰ چیز کو اعلیٰ مدارج پر فوقیت دینا ایک طرح سے ان بزرگوں کرام کی توہین ہے۔"[1]

شیخ عیسیٰ اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم تھے، اجلہ علماء آپ کے درس سے مستفید ہوا کرتے تھے، آپ کی ان تصانیف سے آپ کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے:-

(۱) روضۃ الحسینی (۹۸۹ھ) (۲) عین المعانی (۹۹۰ھ) (۳) انوار الاسرار (تفسیر قرآن حکیم) (۴) رسالہ حواس پنجگانہ (۵) حاشیہ بر اشارہ غوثیہ کتاب انسان کامل (۶) شرح قصیدہ بردہ (فارسی) (۷) رسالہ قبلۃ المذاہب اربعہ (۸) حاشیہ بر شرح عضائیہ (۹) فتح محمدی در علوم بالتعلق بہ التفسیر

---

[1] تذکرۂ اولیاء سندھ، ص ۹ - ۴۸

(۱۰) تتمیم شرح مائۃ عامل (۱۱) رسالہ عقود (۱۲) ترجمہ اسرار الوحی (۱۳) رسالہ وحدت الوجود،

(۱۴) رسالہ در بیان تعینات وحقیقت محمدیہ۔

شیخ عیسیٰ جند اللہؒ کا وصال ۱۰۳۱ھ میں ہوا،[۱] (موصوف کے تفصیلی حالات گلزار ابرار (ص ۵۰۸ تا ۵۲۳) میں مطالعہ کیے جائیں)

شیخ علی شیر بنگالی آپ بھی شیخ محمد غوث گوالیاری کے خلفاء میں ہیں، آپ تمام علوم نقلیہ اور فنون عقلیہ سے فارغ تھے، نور الہدیٰ ابو الکرامات کی نسل سے تھے، جو شیخ جلال الدین مجرد کے اجلہ خلفاء میں سے تھے، شیخ علی شیر بنگالی شاہ محمد غوثؒ سے بیعت وعقیدت رکھتے تھے، شرح نزہۃ الارواح میں خود لکھا ہے کہ جب جوان ہوا تو حق پرستی اور خدا شناسی کے درد نے دل کو گدگدایا، طلب وشوق میں گھر سے نکل پڑا ہر ایک شناسائے درد سے اپنا درد کہتے، مگر مداوا نہ پاتے، بالآخر:-

ایک رات قصبہ اودھ میں اسی اندیشہ کے اندر غنودگی پیدا ہوئی اور اس حالت میں غوث الاولیا قدس سرہٗ کی مثالی صورت مشاہدہ کی، اس مشاہدے نے مجھکو فریفتہ کردیا، اب ان آرزوں کا ہجوم ہوا کہ بیداری میں دولت ملازمت حاصل کی جاوے، اسی اثنار میں خبر ملی کہ غوث الاولیا، آسودگان دہلی کی زیارت کے واسطے تشریف لائے ہیں، یہ سنکر بے تامل شہر دہلی کی طرف روانہ ہوا، جب موضع کیلوکھری میں پہنچا تو عالم بیداری میں وہی صورت نظر آئی، جو عالم مثال میں دیکھ چکا تھا، جب مدارج بیعت طے ہوئے تو مل گیا جس کی تلاش تھی، اور دیکھ لیا جو ملنا نہ تھا، اس کے بعد میں نے چند سال آپ کے خدمت گزاروں میں کھڑے ہوکر کچھ فیض حاصل کیا،[۲]

شیخ علی شیر بنگالی کا انتقال ۹۷۰ھ کے کچھ بعد احمد آباد میں ہوا، خوابگاہ وہیں ہے۔

شیخ صدر الدین ذاکر مولانا محمد غوثی نے آپ کے حالات میں لکھا ہے کہ

---

[۱] گلزار ابرار (اردو) [۲] ایضاً ص ۳۰۹

آپ شیخ شمس کے بیٹے ہیں، اور نام محمد ہے، زاد بوم چاپانیر اور خوابگاہ بر ودرہ (بڑودہ) ہے آپ کے آبائے کرام سوداگری کے ذریعہ گزر اوقات کرتے تھے، پچیس سال کی عمر میں ترک اور تجرید کی توفیق ہوئی، ۹۵۲ھ قطب الاقطاب غوث الاولیاء کی خدمت میں پہنچ کر مرید ہوئے.....

جب آپ کے پیر بزرگوار نے گجرات سے گوالیار مراجعت فرمائی تو آپ ہمراہ گئے۔ اور وہاں پر جواہر خمسہ کو تمام وکمال عمل میں لائے، بعدہ خلافت کا خرقہ اور تمام مشہور سلسلوں کا اجازت نامہ حاصل کرکے اپنے وطن میں رہنے کی اجازت لی۔ ہجری ۹۸۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔[1]

شیخ شمس الدین شیرازی | آپ کا لقب اور تخلص زندہ دل تھا، شیراز کے رہنے والے تھے، فرمانروایان فارس کی نسل سے تھے، جب حکومت بنی اعمام کے ہاتھ آئی تو آپ کے ساتھ انھوں نے اچھا سلوک نہیں کیا، چارو ناچار والدہ کے مشورے سے ترک وطن کیا، والدہ نے دو نصیحتیں فرمائی تھیں :-

۱- اپنے دست بیعت سے ایسے بزرگ کا دامن پکڑنا جو زمانہ کا قطب اور غوث ہو،

۲- جب تک زندہ رہو واپس آنے کی کوشش نہ کرنا،

چنانچہ آپ لباس قلندرانہ پہنکر عراق و عرب کی طرف روانہ ہوگئے، شہر شہر مرشد کامل کو تلاش کیا، وہاں سے جزیرہ دیو آئے، یہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی جو غوث الاولیاء کے مرید تھے، انکی صحبت میں جذب کی کیفیت پیدا ہوئی۔ اسی اثنا میں آپ کو اطلاع ملی کہ شیخ محمد غوث...... گوالیار سے ہجرت فرماکر احمد آباد تشریف لے آئے ہیں، ...... چنانچہ وہاں سے آپ احمد آباد پہنچے اور شرف بیعت حاصل کیا، تہذیب و تکمیل کے بعد آپ کو باشندگان صوبہ دکن کی رہنمائی کی اجازت ملی، مگر شیخ کی حیات میں آپ نے بیعت کرنے کی جرأت نہ کی، وفات کے بعد شیخ عبدالغفور نامی جوان صالح کو بیعت کیا تھا۔

مولانا محمد غوثی لکھتے ہیں کہ ایک سال درمیان دیگر شیخ کے روضۂ مبارک کی زیارت کے لیے

---

[1] گلزار ابرار (اردو)

گوالیار آیا کرتے تھے، راستہ میں مندو (مانڈو) میں مولانائے موصوف کے محلہ میں قیام کرتے تھے، مولانا موصوف علم تکسیر اور جفر میں شیخ شمس الدینؒ کے شاگرد تھے۔

۹۸۶ھ سے گوالیار آنا ترک کر دیا تھا، سنہ ۹۹۰ھ میں آپ نے انتقال کیا[1]، شیخ عبدالغفورؒ نے آپ کے بعد اس سلسلے کو چلایا۔

شیخ وہ وہ داللہ شطاری | آپ شیخ معروف صدیقی کے بیٹے ہیں، اسم گرامی شیخ لادہے، ہمیشہ درویشانہ اور فقیرانہ بسر کی، آپ کے اسلاف کا سلسلۂ نسب شیخ عبدالرحمن شفیق تک پہنچتا ہے، جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔

شیخ وہ وہ داللہ سلسلۂ شطاریہ میں شیخ محمد غوثؒ سے بیعت تھے، کم و بیش بارہ سال اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں رہ کر شطاری مشرب کے اشغال واذکار کا طریقہ اور اسکی دعوت کی سند لی اور انکو عمل میں بھی لائے۔

غوث الاولیا نے جب گوالیار سے گجرات ہجرت فرمائی تو آپ بھی چلے آئے اور چند سال آشٹہ میں گوشہ نشین رہے، ۹۷۴ھ میں ترک سکونت کر کے مالوہ سے خاندیس میں قصبہ جامود میں اقامت گزیں ہوئے۔

شیخ عیسیٰ جند اللہ نے بھی آپ کی زیارت کی تھی، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ مجھکو کسی تقریب سے اپنے مرشد شیخ لشکر محمد عارفؒ کے ہمرکاب جامود کے میدان میں جانے کا اتفاق ہوا تھا، وہاں شیخ وہ وہ داللہ کی ملازمت بھی میسر ہوئی تھی، ہم نے ایک نورانی پیر دیکھا جس کی پیشانی سے ولایت و کرامت کے انوار دیکھنے والوں کی نظر کے سامنے عیاں تھے[2]۔

آپ نے ۹۹۳ھ میں وفات پائی اور جامود (خاندیس) ہی میں مدفون ہوئے۔

شاہ منجھن | عبداللہ ابن قاضی خیرالدین کے فرزند رشید اور نجیب الطرفین تھے، آپ کے جد امجد خلاصۃ العلماء قاضی تاج الدین، انحوی تھے اور نانا زبدۃ السادات قاضی سماء الدین دہلوی تھے، جو فتوی نویسی منصب عالی پر سرفراز تھے اور قتلغ خانی کے خطاب سے مشہور رہے۔

---

[1] گلزار ابرار (اردو) ص ۵-۳۵۴ [2] ایضاً ص ۳۸۶

شاہ منجھن کے شیخ طریقت تاج العرفا، شیخ تاج الدین بخاری ہیں، موصوف جب ہندستان تشریف لائے تو غوث الاولیا، کے دامن سے وابستہ ہو گئے، اور شطاریہ سلسلے میں خرقۂ خلافت و اجازت حاصل کیا، شیخ تاج الدین نے شاہ منجھن کو غوث الاولیاؒ کی خدمت میں رہنے کی ہدایت و سفارش کی تھی، چنانچہ شاہ منجھنؒ نے غوث الاولیا، سے جواہر خمسہ پڑھی اور اس کو عمل میں لائے، غوث الاولیا، نے از راہ کرم وہ خرقہ عطا فرمایا جو کوہستان چنار کے زمانہ ریاضت میں زیب تن فرماتے تھے، اس خرقہ کے متعلق مولانا محمد غوثی لکھتے ہیں :-

ہجری ۱۰۱۱ھ میں آپ کے فرزند ارجمند شیخ عثمان کے ہاتھوں راقم نے بھی اس خرقہ کی زیارت کی تھی۔[1]

شاہ منجھن، شیخ احمدی کے ہم درس تھے، تمام علوم متداولہ کا محققانہ درس دیتے تھے، حدود شرعیہ کا خاص لحاظ رکھتے تھے، پوری زندگی درس و تدریس و مطالعہ و مراقبہ میں گذری جس سال شیرشاہ سوری نے قلعہ رائے سین فتح کر کے اسلام آباد نام رکھا اس سال آپ اپنے وطن لکھنوتی سے چل کر اس قلعہ میں تشریف لائے، اور ایک زمانہ تک اس قلعہ کی شیخ الاسلامی اور خانقاہ داری کے منصب پر فائز رہے، جب قلعہ مذکور پر ہنود کا قبضہ ہوا تو آپ وہاں سے ترک سکونت کر کے سارنگ پور (مالوہ) چلے آئے اور یہاں مکان بنا لیا، ان اطراف میں شاہ منجھن جیسا متبحر عالم موجود نہ تھا، بقول مولانا غوثی :

آپ کے گرامی قدم کی برکت سے سارنگ پور شہر شیراز کی طرح دار العلوم بن گیا، اور بہت اہل کمال آدمیوں کے واسطے وہاں کی دامنگیر خاک سکونت کا باعث ہوئی۔[2]

شاہ منجھن آخر عمر میں آشتہ میں گوشہ نشین ہو گئے، یہ قصبہ سارنگ پور سے دو منزل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہیں ماہ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ میں آپ کا وصال ہوا،[3]

مولانا محمد غوثی بھی شاہ منجھن کی زیارت سے مستفیض ہوئے تھے، گلزار ابرار میں اس طرح ذکر ہے :-

---

[1] گلزار ابرار (اردو) ص ۳۷۶ [2] ایضاً [3] ایضاً ص ۳۷۷

جب ہجری ۹۶۸ھ میں مالک اقلیم، اکبر شاہ نے مالوہ کی طرف کوچ فرمایا تو صوبہ مالوہ کے تمام مشائخ ایک وجہ خاص سے لشکر میں فراہم کیے گئے، اس مجمع میں راقم کو شاہ منجھن کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا تھا، دیدار اور دست بوسی سے فیض پایا تھا۔[1]

شیخ عبدالحئی جیوہ شاہ محمد غوثؒ کے اجلہ خلفا میں ہیں، متوکلانہ زندگی بسر کی، تسلیم و رضا کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا، شان بے نیازی یہاں تک تھی کہ ایک دن (بقول شیخ داؤد شطاری) حضرت شاہ محمد غوثؒ نے کچھ غلہ آپ کے ہاں بھیجا، آپ نے لینے سے انکار کر دیا، دوبارہ بھیجا گیا، پھر انکار کر دیا، تیسری بار بھیجا تو ساتھ ہی یہ تہدیدی پیغام بھی آیا:-

"دفتر خلافت سے تمھارا نام کاٹ دوں گا"![2]

مگر شیخ جیوہ نے اپنے شیخ طریقت کو کیا متوکلانہ جواب دیا ہے، فرمایا:-

"پیر کی رہنمائی کی بدولت رد کے خوف کا اور قبول کی امید کا نقش خاطر درویش سے بالکل دھو دیا گیا ہے، یہ تہدیدی پیغام بھی نقش برآب ہے۔"[3]

شاہ محمد غوثؒ کے پاس جب یہ جواب پہنچا تو آپ خود شیخ جیوہ کی قیام گاہ پر تشریف لائے اور بغلگیر ہو کر ارشاد فرمایا:-

عبدالحئی! استقامت اور ثابت قدمی کے منصب کا فرمان آج تمھارے نام نامی اور دستخط سے مکمل ہو گیا، اب تم الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا علم طریقت کی معرکہ آرائی میں نصب کرو اور فاستقم کما امرت کا تاج افعال کے سر پر اور فقر کی ہفت کشور کی سلطنت اپنے اوپر مسلم سمجھو۔[4]

گوالیار میں شیخ جیوہ کے دربار میں لوگوں کا اژدحام لگا رہتا تھا، وہ اس سے بہت تنگ دل تھے، اس لیے مجبوراً ترک وطن کر کے دہلی آئے، یہاں بھی وہی ہجوم رہنے لگا، ناچار پانی پت روانہ ہوئے، وہاں بھی یہی بھیڑ بھاڑ رہی، آخر کار دریائے جمنا کے کنارے قصبہ بدولی میں گوشہ نشین ہو گئے اور غالباً یہیں وفات پائی،

---

[1] گلزار ابرار (اردو) ص ۳۷۳ [2] ایضاً ص ۴۰۴ [3] ایضاً [4] ایضاً ص ۴۰۵-۶

دوسرے خلفاء و متوسلین

شاہ محمد غوثؒ کے خلفاء و مریدین بیشمار ہیں، ان حضرات نے سلسلۂ شطاریہ کو ہند اور بیرونِ ہند میں پھیلایا، ان کے حالات کے لیے مولانا محمد غوثی کی تصنیف گلزارِ ابرار مطالعہ کی جائے۔

گوالیار میں شاہ محمد غوث کے فرزند شیخ عبداللہ (م ۱۰۲۱ھ) مسند نشین ہوئے، شیخ مبارک اور شیخ بدیع الزماں سمرقندی بھی یہیں تھے، اکبرآباد میں شاہ محمد غوث کے دوسرے فرزند شیخ نورالدین ضیاء اللہؒ (۱۰۰۶ھ / ۱۵۹۷ء) مسند نشین تھے۔ شیخ عبداللہ صوفی بھی یہیں تھے، برہانپور (خاندیس) میں شیخ اکمل الدین برہان شیخ لشکر محمد عارف (م ۹۹۳ھ / ۱۵۸۵ء) اور سراج محمد بنیانی سلسلے کی اشاعت فرما رہے تھے، بڑودہ میں شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر (م ۹۸۹ھ / ۱۵۸۱ء) اور شیخ حبیب شطاری فیض رساں تھے، احمدآباد میں شاہ محمد غوثؒ کے دو صاحبزادگان شیخ ادریس اور شیخ اسمٰعیل رونق افروز تھے۔ اعاظم خلفاء میں شیخ وجیہ الدین علوی اور شیخ علی شیر بنگالی مستفیض فرما رہے تھے، سنبھل میں شیخ محمد عاشق، اجمیر میں مولانا عبدالفتاح ناگوری، سرہند میں شیخ محمد جمالی، کالپی میں شیخ جلال واصل، بدولی میں شیخ جیوہ عبدالغنی، بیجاپور میں شیخ شمس الدین شیرازی، اجین (مالوہ) میں شیخ احمد متوکل اور شیخ عالم، سارنگ پور میں شیخ منجھن، غرض سارے اطراف و اکناف میں خلفاء پھیلے ہوئے تھے اور سلسلۂ شطاریہ کی اشاعت پوری آب و تاب سے ہو رہی تھی، شاہ وجیہ الدین (م ۹۹۸ھ / ۱۵۸۹ء) کے خلیفہ شیخ صبغۃ اللہ بروجی (م ۱۰۱۵ھ / ۱۶۰۶ء) نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور اس سلسلہ کو حجاز میں پھیلایا۔

ہندوستان میں نقشبندیہ سلسلے کی اشاعت سے سلسلہ شطاریہ متاثر ہوا، تاہم سولھویں صدی عیسوی میں بالخصوص بنگال، بہار، مالوہ، گجرات میں اس سلسلے کی اہمیت کم نہ تھی، شاہ ولی اللہ اور ان کے استاد شیخ ابو طاہر مدنی نے بھی شطاریہ اعمال و اشغال سیکھے تھے۔ (محمد اکرام: رود کوثر، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۸ء، ص ۴۰۔۴۱)

ہند و پاک میں صوفیائے کرام نے اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں لیکن اس عظیم ملک میں زبان اردو کی نشو و نما اور فروغ میں ان حضرات کی مساعی کسی سے کم نہیں ہیں، اس حیثیت سے اگر ان کے ملفوظات کا مطالعہ کیا جائے تو دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، اس سلسلہ میں

شاہ محمد غوث اور ان کے خلفا شیخ وجیہ الدین علوی (م ۹۹۸ھ / ۱۵۸۹ء) لشکر محمد عارف (م ۹۹۳ھ / ۱۵۸۵ء) اور ان کے خلیفہ شیخ عیسیٰ جند اللہ (م ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۱ء) کے چند ملفوظات پیش کیے جاتے ہیں،

مقصود المراد (ملفوظات سید ہاشم علوی برادر زادہ شیخ وجیہ الدین) میں سید ہاشم علوی کی زبانی شاہ محمد غوثؒ کا یہ ہندی قول نقل کیا گیا ہے۔

"بھیکی بجے خدا کو نہ میلے"

یعنی بھکاری کو خدا نہیں ملتا،

شیخ وجیہ الدین علوی کے ملفوظات جو ان کے مریدین نے بحر الحقائق کے نام سے مرتب کیے ہیں اس میں مریدین کی طرف سے چند سوالات فارسی میں ہیں لیکن شیخ وجیہ الدین کے جوابات ہندی میں ہیں، چند سوالات مع جوابات نقل کیے جاتے ہیں:-

(۱) فرمودند کہ "جس چیز میں ذوق وشوق پاوے اسے ترک نہ دیوے۔" یعنی در آں چیزے کہ صوفی ذوق وشوق یابد آں را ترک نہ دہد۔

شخصے گفت:- اگر آں چیز متفق الحرمت باشد، چہ کند؟ از و اعراض نمودہ فرمودند:

"بھونڈا ہوے سونا کرے"

(۲) عزیزے عرض کرد، بخانۂ دنیا داراں تردم۔ فرمودند: "در کاہے دنیا دار بھی اپنیچ" یعنی اہل دنیا نیز از ما اند۔

(۳) می فرمودند طالب کشف نباید شد۔ "اہنوں کو کیا کشف ہوئے یا نہ ہوئے، کام اس کا ہے"۔

(۴) در حکایت کردن فرمودند: "کیا ہوا جو بھوکوں مُوا، بھوکوں موئے تیں کیا خدا کو اپڑیا، خدا کو اپڑنے کی استعداد ہور ہے"

(۵) کسے از ریاضت عرض کرد۔ فرمودند: "ہیں کہاں یا کدھاں، ریاضت کیتی؟"

(۶) فرمودند: جیسی تجلی پکڑے تیسا ارادہ پاوے، اگر عبد کی تجلی پکڑے عبدیت ارادہ دیوے"[1]

دوائح الانفاس میں شیخ لشکر محمد عارف کا ایک ہندی قول ملتا ہے، آپ کے خلیفہ شیخ عیسیٰ جند اللہ جب چلّہ سے فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا:

"الحمد للہ بہ یمن توجہ حضرت ایشان این چلّہ توکل تمام شد، حضرت جند اللہ (یعنی لشکر محمد) پارہ گرم شد، فرمودند:- "اے بھائی این غریب ہم کون توکل کہاں، ؟ خداوند تعالیٰ سبحانہٗ را ہر زمانے باید آزمود"[2]

ایک مرتبہ شیخ برہان الدین راز الٰہی نے اپنے شیخ طریقت شیخ عیسیٰؒ سے دریافت کیا کہ "دنیا" کیا ہے؟ آپ نے جواب میں یہ ہندی دوہا پڑھا:

جی ہر گوں بیسرا وے سہی
دنیا ناؤں اسی کا کہی[3]

(زبان اردو کے مشہور شاعر، خان آرزو (م ۱۷۵۶ء) شاہ محمد غوثؒ ہی کی اولاد سے تھے، گوالیار سے دہلی آکر آباد ہو گئے تھے)[4]

غرض صوفیائے کرام کے اس مقدس گروہ نے ہند و پاک کو ایک زبردست فکری اور لسانی سرمایہ دیا، ان حضرات کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔

---

[1] عبدالحق مرحوم = اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۳ء ص ۳۵۔ ۳۸

[2] مطیع اللہ راشد برہانپوری = تذکرہ اولیاء سندھ مطبوعہ کراچی ص ۳۳ [3] ایضاً ص ۲۲

[4] شمس اللہ قادری = اردوئے قدیم مطبوعہ لکھنو ۱۹۲۵ء